OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 29, Issue, 1, 2024
http://alqalamjournalpu.com/

تعلیمی خد و خال کے تشکیلی ادوار: اختلاط مرد و زن کے نظام کا تعارفی وار تقائی مطالعہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Formative Periods of Educational Distinction: An Introductory and Developmental Study of the Mixed Gender System in the Light of Islamic Teachings

Umer Yousaf
Visiting, Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan
Abdul Mueed
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Thal University Bhakkar. Pakistan

Abstract

KEYWORDS:

Education, Moral Development, Islamic Principles, Character Formation, Contemporary Challenges, Muslim Societies

Date of Publication: 25-06-2024

CC BY NC ND

Education is pivotal for the moral, mental, and physical development of individuals and nations, shaping beliefs, civilizations, and cultural values. Historically rooted in Islamic societies, education once seamlessly integrated knowledge and character formation. However, contemporary education systems often prioritize academic achievement over moral development, leading to a generation lacking in character. This trend, observed globally, presents a challenge for Muslim societies striving to balance Islamic principles with modern education. This paper advocates for a return to Islamic teachings in education, emphasizing the integration of knowledge with practical training and the cultivation of high moral values. It critiques current mixed educational systems for their failure to align with Islamic ideals and calls for the establishment of educational frameworks that uphold Islamic values while meeting contemporary needs. The future prosperity of Muslim societies depends on restoring Islamic principles in education, nurturing a generation grounded in faith, morality, and knowledge.

تعارف

تعلیم و تدریس عام کا نام نہیں بلکہ وہ عمل ہے جو نئی نسلوں کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی نشو نما کرتی ہے اور قوموں میں خود آگاہی پیدا کرتی ہے۔ عقائد و تصورات اور تہذیب و ثقافتی اقدار اسی سے اخذ کئیے جاتے ہیں۔ ماہرین تعلیم کے مطابق لفظ تعلیم اپنے اندر وسیع تر مفہوم میں ان تمام طبی، حیاتیاتی علوم، اخلاقی و سماجی علوم اور ان کے اثرات کا احاطہ کرتی ہے، جو کسی فرد اور قوم کے طرز زندگی کی تشکیل کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم ایک ہمہ گیر عمل ہے اور طالبات کی زندگی پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ تعلیم پر کسی قوم کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ تاریخ کے جائزہ لینے سے معلوم ہوا صدر اسلام میں تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا تھا جب کہ اس دور میں نہ سکول تھے، نہ کالج اور نہ ہی یونیورسٹیاں تھیں۔ جبکہ دور حاضر ایک سے بڑھ کر دوسرا المیہ لے کر آتا ہے۔ ایک تو ہمارے پاس عصری تعلیم کے ذرائع محدود ہیں اور جو میسر ہیں وہ تربیت سے خالی تعلیم ہے اور ستم یہ بھی ہے کہ جس نے میٹرک پاس کیا ہو وہ ناخواندہ لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے، اگرچہ اس نے قرآن حفظ کیا ہو، صحاح ستہ فر فر یاد ہو، سیرت کی کتابیں ازبر یاد ہو، لیکن ان سب کے باوجود اس شخص کا شمار پاکستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کی فہرست میں نہیں ہوتا ہے۔ جدید دور کا ایک تحفہ یہ بھی ہے کہ سیرت و کردار کا تعلق تعلیم سے توڑ دیا گیا ہے اور اس طرح کے نظام سے ایک تعلیم یافتہ مگر کردار سے عاری نسل تیار ہوتی ہے۔ یہ صورت حال صرف مغرب تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ مسلم ممالک بھی اس صورت حال سے دوچار نظر آتے ہیں۔ نظام تعلیم کی یہ ذمہ داری ہے کہ افراد کو علم و ہنر سکھانے کے ساتھ ساتھ ان کے کردار کو اسلام کے مطلوبہ سانچہ کے مطابق ڈھالے۔ دنیا بھر میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ حصول علم کے لیے محض کتابیں پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ عملی تربیت بھی دی جائے۔ بلاشبہ نوجوان طبقہ امت مسلمہ کا ایک قیمتی سرمایہ ہے اگر اس طبقے کو بھلائی، عزت اور عظمت کے تحفظ اور تعمیر و ترقی کے امور میں صرف کیا جائے تو یہ ایک نعمت اور خیر و برکت بن جاتا ہے اور اگر شر و فساد اپنے رنگ میں رنگ لے تو پھر یہ طبقہ خطرناک اور نقصان دہ بن کر سامنے آتا ہے، بہر صورت ہمارا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں تب ہو گا جب نوجوانوں کی تربیت اسلامی خطوط پر ہو، مگر صد افسوس کے اسلامی تعلیمات و نبی کریم ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کر اخلاق و آداب، تہذیب و تمدن اور تعلیم و تربیت جیسے شعبوں میں مغرب کی بے دین، بے ہدایت اور بے خدا قوموں کی اندھی تقلید کو مسلمانوں نے اپنا شعار بنالیا ہے۔ ان کی نقل کو سرمایہ افتخار اور طریقوں، عادات و اطوار کو اپنانا اپنے لیے اعزاز سمجھ لیا ہے۔ اسلام کے مطابق ایک شخص جب صاحب اولاد ہو تو اپنی اولاد کا اچھا نام رکھے اور جب تعلیم و تربیت کے قابل ہو جائے تو اسے

بہتر سے بہتر تعلیم دے اور اعلی اخلاق سے آراستہ کرے۔ آج کا مخلوط نظام امت مسلمہ کو پیش آنے والے چیلنجز میں سے ایک اہم مسئلہ ہے، کیونکہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کی عصری ضرورتوں کو پورا کرنے میں کامیاب ہے۔ جبکہ آجکل یہ نظام عموم ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اس نظام تعلیم کی تشکیل کو روکا جائے جو اسلامی تقاضوں کے خلاف ہو اور جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہو اسے فروغ دیا جائے۔

تعلیم و تعلم کے تصورات اور دائرہ کار: اختلاطی نظام کے تناظر میں

- انسائیکلوپیڈیا میں مخلوط تعلیم کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے

"ایک ہی ضامن کی تعلیم، ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر، ایک ہی نظام کے تحت حاصل کرنا"۔[1]

- انسائیکلوپیڈیا میں مخلوط تعلیم کی ایک اور تعریف درج ہے:

"چونکہ دونوں انسان ہیں لیکن ذہنی اور طبعی اختلاف کا تھوڑا بہت لحاظ رکھا جانا چاہئیے اور اس لئیے مخلوط تعلیم مخصوص ضروریات کا لحاظ رکھ کر زیادہ تر کلاسوں اور سوشل زندگی میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔"[2]

"مخلوط تعلیم سے مراد وہ تعلیم ہے، جس میں طلباء وطلبات پردے کے حدود و قیود سے آزاد ہو کر اپنی تمام ترراوایات واقدار کو ترک کرتے ہوئے حاصل کریں۔"[3]

احمد انس اس نظام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "آج کل جس طرح مرد حضرات مردوں کے کالج میں اور عورتیں عورتوں کے کالج میں تعلیم حاصل کرتی ہیں بالکل اسی طرح عورتیں اور مرد ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کریں۔ فوقیت اور کمتری کا سوال نہ ہو بلکہ کامل مساوات کا دور ہو۔ استادوں اور منتظمین کی جانب سے خصوصی لحاظ نہ ہو اور نہ ہی کامن روم علیحدہ ہو اور نہ ہی نشستیں، ساتھ کھیلنے پر پابندی نہ ہو۔ اور یہاں تک کہ رہائش کے لئے ہاسٹل بھی الگ نہ ہو۔ یہ مخلوط تعلیم کا حقیقی تصور ہے۔"[4]

تعارف و تجزیہ:

نبوت کا آفتاب غروب ہونے کے بعد صحابہ و تابعین کا جو دور تھا وہ مسلمانوں میں تعلیم کا سنہری دور تھا اگلی چند صدیوں تک بھی اس میں دینی ودنیوی تعلیم کی تھی یہ نظام تعلیم ریاست اور مسلم معاشرے کو باکردار اور بہترین افراد فراہم کرتا رہا، جنہوں نے میرٹ مر تہذیب کو بھی عروج بخشا اور لوگوں کو آخرت میں سرخرو ہونے کے لئیے بھی تیار کیا۔ جبکہ سقوط بغداد کے بعد بھی یہ پانچ صدیاں نکال گیا۔ پھر ترقی یافتہ مغربی اقوام نے مسلم تہذیب کے

محل کو گرا دیا اور مسلم ممالک پر قبضہ کر لیا۔ فاتح عیار تھا اس کا مقصد صرف علاقوں کو فتح کرنا نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے دل و دماغ کو بھی فتح کرنا تھا، تاکہ ان کو تادیر اپنا غلام بنا سکے اور اس مقصد کے لئیے اس نے نظام تعلیم پر وار کیا۔ اس نے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو بدل کر اسے مغربی فکر و تہذیب کی بنیادوں پر استوار کیا، بالخصوص بر صغیر میں جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے عقیدے پکے ہیں تو لارڈ میکالے نے اپنی میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ نظام تعلیم و تربیت ایسا ہو کہ مسلمان ہماری تہذیب کی طرح ہو جائے خواہ نام کے مسلمان رہیں۔[5]

دنیا کا قدیم ترین کو ایجوکیشن اسکول' آرچ بشپ ٹینی سن چرچ آف انگلینڈ ہائی اسکول کرائڈن' ہے۔ یہاں صبح کے وقت بچے آتے اور دوپہر کے بعد واپس جاتے تھے یعنی بغیر بورڈنگ۔

دنیا کا قدیم ترین بورڈنگ مخلوط اسکول ڈالر اکیڈمی ہے جو اسکاٹ لینڈ میں موجود ہے۔ یہاں 5 سال سے اوپر کے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ یہ اسکول ۱۸۱۸ سے قائم ہے۔ مخلوط طرز تعلیم سب سے پہلے مغربی یورپ میں شروع ہوئی جس کی بنیاد پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے وہ مطالبات بنے جس میں کہا گیا کہ لڑکوں کی مانند لڑکیوں کو بھی بائبل پڑھنا سکھایا جائے۔ تاریخی طور پر اس کا آغاز سکاٹ لینڈ سے کیا گیا۔ اٹھارویں صدی کے نصف کے بعد خاص طور پر اسے قبولیت ملنا شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ قصبوں کے اسکولوں (اس زمانے میں چھوٹے بچوں کے لئے بنے پرائیوٹ اسکولوں کے لئے 'ڈیم اسکول' کی اصطلاح استعمال کی جاتی تھی، ان اسکولوں کو خواتین چلایا کرتی تھیں) میں لڑکیوں کو بھیجا جانے لگا۔

سلسلہ وار محرکات:

تاریخی حقائق کی روشنی میں مخلوط تعلیم کی بنیادیں تلاش کرنا چاہے تو یونان کے دانشور "افلاطون" کے نظریات میں اس کی کھوج ملتی ہے۔ افلاطون عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کا حامی تھا، اس لئیے وہ عورتوں کے لئیے وہی تعلیم تجویز کرتا ہے جو مردوں کے لئیے کرتا ہے۔ افلاطون کا کہنا ہے کہ "مملکت کے نظم و نسق کے لئیے مرد یا عورت کے لئیے جنسی اعتبار سے کوئی مخصوص خدمت نہیں ہے قدرت نے مرد اور عورت کو یکساں صفات عطا کی ہیں جو کام مرد کر سکتا ہیں وہ عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔" اس نے جمہوریت کا تصور پیش کیا اور اس کی بنیاد اس مفروضے پر رکھی کہ کسی ملک کی عوام میں جنسی، طبقاتی، ذہنی، علمی اور پیشے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے افلاطون کا یہ دعوی کہ مرد یا عورت کے لئیے جنسی اعتبار سے کوئی مخصوص خدمت مقرر نہیں ہے، اس کا یہ دعوی انسانی تاریخ کی سب سے بڑی حقیقت کو منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو نہ تو سچ ثابت ہوا اور نہ ہو سکتا ہے، کیونکہ عورت

بچے کو پیدا کرتی ہے اور اس کی پرورش بھی کرتی ہے اور یہ کام مرد نہیں کر سکتا۔ صنف نازک ہونے کی بنا پر یہ مرد کے لیئے تسکین کا باعث ہے، جبکہ مرد عورت کے لیئے باعث تقویت، تحفظ اور کفالت ہے۔ [6]

"روسو" کو جدید تعلیم کا امام سمجھا جاتا ہے۔ اس نے تعلیم کی عیاری، اخلاقی اور مذہبی ہونے کی مخالفت کی۔ اس کے نزدیک بچے مین موجود قوتوں کو ترقی دینا تعلیم کا مقصد ہے۔ مخلوط تعلیم کی اشاعت "رسکن" نے بھی کی ہے، اس کا کہنا ہے کہ جو تعلیم لڑکوں کو دی جاتی ہے وہی تعلیم لڑکیوں کو بھی دینی چاہئیے۔ جسمانی، ذہنی اور معاشرتی فرق جو دونوں صنفوں کے درمیان موجود ہے رسکن نے ان کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ [7]

یہ نظام تعلیم اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کی عصری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام تعلیم کی تشکیل نو کی جائے جو عصری ضروریات اور اسلامی نظام تعلیم کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ [8]

- **تعلیمی نظام اور اختلاط مردوزن کی بنیاد:**

عورت اور مرد میں ایک جیسی صلاحیتیں پائی جاتی ہیں۔

معاشرے کا ہر وہ کام جو مرد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ عورت بھی کر سکتی ہے۔ بلکہ اسے کرنا چاہیئے۔ عورت کی حیثیت کم نہیں ہے اور اسے کسی بھی شعبے میں مرد سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے، یہی تصور مخلوط تعلیم کی بنیاد بنا۔ [9]

- **غایت و مقاصد:**

اس کی غایت یہ ہے کہ طلبہ و طالبات کو داخلے کی مراعات اور مشاغل میں یکساں سہولتیں میسر ہوں۔ مزید یہ کہ ان مشاغل میں حصہ لینے کے لیئے سماجی روابط کے مواقع بھی دیئے جائیں۔ [10]

- **صنعتی انقلاب اور مخلوط تعلیم:**

جائزہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ موجودہ صنعتی انقلاب سے پہلے مخلوط تعلیم کا رواج تاریخ میں کبھی بھی نہیں رہا۔ تقریباً دو سال پہلے مغرب میں صنعتی انقلاب مخلوط تعلیم کو اپنے جلوے میں لے کر آیا ہے۔ [11]

کیونکہ مشینوں کی ایجاد کی بدولت اس زمانے میں بے روزگاری عام ہونے کے سبب لوگوں نے شہروں کا رخ کیا ہے اور اس کا نقصان یہ ہوا کہ آبادی میں زیادتی کے باعث مزدوری سستی ہو گئی۔ اور تنہا مرد کی آمدنی ناکافی ہو گئی۔ مجبوراً مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی کام کرنا پڑا اور بہتر ذرائع آمدن کے لئیے مردوں کے ساتھ انہی کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنا پڑی۔ اس دور میں آزادی نسواں اور مرد و زن کے مساوات کا نعرہ لگا کر مرد اور عورتوں کی ذہنی صلاحیتوں کو برقرار دیا گیا۔ دونوں کو ایک ہی جیسی تعلیم دی جانے لگی۔ اور جب تعلیم ایک جیسی ہے تو پھر علیحدہ اداروں کی کیا ضرورت اور اگر علیحدہ تعلیمی ادارے کھولنے کی ضرورت کو محسوس بھی کیا گیا تو وسائل کے قلت کی وجہ سے یہ نہ ہو سکا۔ اور یوں مخلوط تعلیم رواج پا گئی۔[12]

- **تانیثیت کا مخلوط تعلیم کے فروغ میں کردار:**

۱۹۵۰ء کی دہائی میں "تحریک آزادی نسواں" اپنے عروج پر پہنچ گئی، جس میں عورت کو مرد کے برابر حقوق دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی شور مچایا گیا کہ زندگی کے ہر شعبے میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے۔ لہٰذا اس غوغائے مساوات کا سہارا مخلوط تعلیم کو بھی مل گیا۔[13]

عالمی معاہدہ:CEDAW:

اقوام متحدہ کے حقوق نسواں کے نام پر جو ایجنڈا اقوام عالم کو دیا ہے اسے "CEDAW" کہتے ہیں۔

یہ "Convertion of Elimination of all forms of Disclimination against women" کا مخفف ہے۔

یہ ایک بین الاقوامی معاہدہ ہے جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 1979 میں اپنایا گیا۔ اس کو خواتین کے حقوق کے بل کے طور پر بیان کیا گیا۔ 3 ستمبر 1981ء کو یہ قائم ہوا اور 189 ریاستوں نے اس کی توثیق کی۔ یہ تیس آرٹیکل پر مشتمل ایک معاہدہ تھا، ان آرٹیکلز میں جو سفارشات کی گئی۔ آرٹیکل نمبر 1 تا 16 میں سفارش کی گئی کہ حکومت وہ اقدامات کرے جو خواتین کے خلاف امتیازات کے خاتمہ کے لئیے ضروری ہے۔

جبکہ آرٹیکل 17 تا 22 میں ایک کمیٹی بنانے کی سفارش کی گئی۔ جو بین الاقوامی ماہرین پر مشتمل ہو اور اس کمیٹی کی تشکیل کے لئیے اصول وضوابط وضع کر دیئے۔ 23 تا 30 نمبر آرٹیکل میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ خواتین کے خلاف اس امتیازات کے خاتمہ کے لئیے اقوام متحدہ اور منتخب حکومتوں کو مل کر کام کرنا ہو گا اور اس بات کو یقینی بنائے کہ حقوق نسواں کو مکمل تحفظ حاصل ہے۔ 16[14]

اس معاہدہ میں عورتوں کے حق امتیازی، آزادی، سیاسی، عوامی، شہری، علمی، طبّی، معاشی اور معاشرتی تمام حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہم یہاں موضوع کی مناسبت سے صرف تعلیم کے متعلق ان کی سفارشات کا جائزہ لیں گے۔ اس معاہدہ کے 10 آرٹیکل میں خواتین کی تعلیم اور اس کی اہمیت کے حوالے سے حکومت وقت سے ان الفاظ میں سفارش کی گئی۔

"Governments must end discrimination against girls and women in education. Girls and women have a right to education, just as boys and men do. Girls and women should have access to career guidance and professional training at all levels; to studies and schools; to examinations, teaching staff, school buildings, and equipment; and opportunities to get scholarships and grants, the same as boys and men. Girls and women have the right to take part in sports and physical education, and to get specific information to ensure the health and well-being of families. Governments should make sure girls do not drop out of school. They should also help girls and women who have left school early to return and complete their education."[1]

"حکومتوں کو تعلیم میں لڑکوں اور لڑکیوں کے بارے میں نسلی تفاوت کو ختم کرنا چاہیئے، خواتین کو بھی مردوں کی طرح تعلیم کا حق حاصل ہے، خواتین کو بھی مستقبل کے پیشہ کی رہنمائی، مطالعہ، سکول، امتحانات، تدریسی عملہ، سکول کی عمارت اور سازوسامان ہر سطح پر پیشہ وارانہ تربیت کا حق حاصل ہے اس کے ساتھ ساتھ وظائف اور امداد کے حصول کا حق بھی ایسے ہی حاصل ہے جیسے مردوں کو کھیلوں، جسمانی تعلیم میں حصہ لینے اور صحت اور خاندان کی بہتری کو یقینی بنانے کے لئے خاص اہمیت تک رسائی بھی خواتین کا حق ہے، سکول سے لڑکیوں کو خارج نہ ہونے کی بھی یقین دہانی حکومت کا فرض ہے اور وہ خواتین جو ابتدائی عمر میں ہی سکول چھوڑ جاتی ہیں، انہیں سکول واپس لانے اور تکمیل تعلیم میں مدد کرنی چاہیئے۔ اس آرٹیکل 14 میں دیہی علاقوں میں تعلیم نسواں کے بارے میں ان الفاظ میں ترغیب دلائی ہے کہ شہری علاقوں کی بانسبت دیہی علاقوں میں خواتین کو ذہنی اور علمی طور پر پسماندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے CEDAW نے دیہی علاقوں کی خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے حکومتوں سے یہ سفارش کی ہے۔

"Governments must do something about the problems of girls and women who live in rural areas and help them look after and contribute to their families and communities. Girls and women in rural areas must be supported to take part in and benefit from rural development, health care, loans, education and proper living conditions, just like boys and men do.

Rural girls and women have a right to set up their own groups and associations.”

" حکومتوں کو چاہیئے کہ وہ ان خواتین کے مسائل پر خصوصی توجہ دیں جو دیہی علاقوں سے ہیں اور اپنے خاندان اور معاشرے کی دیکھ بھال اور ان کی بہتری میں حصہ ڈالنے میں ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ دیہی علاقوں کی ترقی میں حصہ لینے اور ان کے ثمرات سے لطف اندوز ہونے، صحت قرصوں کا حصول، تعلیم اور مناسب رہائشی سہولیات میں بھی معدوں کی طرح معاونت کرنی چاہیئے۔ دیہی علاقوں کی خواتین کو بھی اپنے گروپ اور تنظیمات بنانے کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔"[15]

اختلاط کی بناد پر خواتین کو امتیازی سلوک سے بچانے کی اہل جہاں کو تدابیر بتائی جارہی ہیں۔

شق نمبر 10 میں جہاں خواتین کو پسماندگی سے دور کرنے کے لئے دیگر سفارشات کی گئی وہاں یہ سفارش بھی پیش کی گئی کہ مخلوط تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس سفارش پر زور بھی دیا ہے۔19[16]

اگر اس عالمی معاہدے کا دقت نظری سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جن حقوق نسواں کا آج یہ مغرب علمبردار بنا ہوا ہے اور عورت کی آزادی، عظمت و عصمت اور معاشرے میں اس کو مقام و منصب دلوانے کا سہرا اپنے سر سجانا چاہتا ہے، اسلام یہ سارے حقوق عورت کی عطاء کرتا ہے 1450 سوسال پہلے دین اسلام عورت کو مختلف تصورات و نظریات کے دائروں سے نکال کر بحیثیت انسان کے عورت کو مرد کے یکساں درجہ دیا، یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لئے دنیا کی مختلف تہذیبوں اور اقوام نے سینکڑوں قانون بنائے مگر اسلام کے علاوہ عورت نے اپنے حقوق کو محفوظ نہ پایا۔[17]

مغرب کا ایک ہی نعرہ ہے "عورت کو تعلیم دو، نوکری دو، اور مرد کے جیسا کردو۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا

اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے۔ اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے رستے سے بھٹک کر دور جا پڑو۔[18]

اللہ تعالیٰ نے واضح بتایا ہے کہ جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں وہ عورت کو استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ صنف نازک بھی ہے اور محل شہوت بھی ہے۔ ابلیس اپنے پیروکاروں اور دوستوں کے ذریعے عورت کو ان برکات سے محروم کرنا

چاہتا ہے جس سے وہ مضبوط ہوتی ہے اور دنیا میں امن وامان قائم ہوتا ہے۔ یہ عورت کو جال اور فتنہ وفساد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔[19]

- **تعلیمی نظام اور اختلاط مردوزن کا ارتقاء:**

اس کی ابتداء 1774 میں امریکہ میں ہوئی۔

1870 میں انگلستان میں اس کا آغاز ہوا اور 1902 میں مخلوط تعلیم کے لئے قانون پاس کیا گیا۔

1876 میں فرانس میں اسے قانونی جواز دیا گیا۔

غرض مخلوط تعلیم کی ابتداء تو بہت پہلے ہو چکی تھی لیکن اسے مقبول عام حاصل نا ہو سکا۔ لڑکے اور لڑکیوں میں جنسی، طبعی اور طبی فرق اس کی سب بڑی وجہ تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ایک ہی جگہ پر ایک ہی طرز کے تعلیمی انداز سے جنسی انار کی پھیلنے کے خدشات موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے عام ہونے میں طویل عرصہ درکار تھا۔

دو عوامل نے مخلوط تعلیم کو یورپ میں متعارف کروانے میں اہم کردار ادا کیا، وہ عوامل درج ذیل ہیں۔

تاریخی اسباب

اقتصادی اسباب[20]

تعلیمی نظام اور اختلاط مردوزن کی تاریخ: یورپ کے تناظرات

انسیویں صدی میں امریکہ میں مخلوط تعلیم عام ہوئی اگرچہ محدود اداروں میں سترھویں صدی سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اٹھارہویں صدی کے آخر میں ثانوی درجہ کے سکولوں میں بھی پھیل گئی اور سکولوں، کالجوں میں یہ عام انیسویں صدی میں ہوئی۔ اس طرح کے نظام تعلیم کے حق میں آزاد سیاست دان، انقلابی رہنماء اور صنعت کار تھے ۔سیاسی اور مذہبی گروہوں نے اس کی مخالفت کی، عیسائیوں کے کیتھولک فرقہ بھی اس کے خلاف تھا۔[21]

مخلوط تعلیم کو اپنانے میں امریکہ صف اوّل میں رہا ہے۔ لفظ Co-Education امریکی نژاد ہے اور پہلی بار 1966 میں استعمال ہوا۔ آزاد

خیالی کے باوجود مخلوط تعلیم کو یورپ میں کافی رکاوٹوں کے بعد وجود میں آئی۔

فرانس میں بھی اس کی اجازت صرف اس صورت میں دی گئی کہ ان مدارس میں لرکیوں کی تعداد 50 سے کم اور لڑکوں کی تعداد 100 سے زیادہ نہ ہو۔ ماہر تعلیم میسٔر اپنی کتاب "بیسویں صدی میں تعلیم کا ارتقاء" میں لکھتا ہے کہ "فرانس میں مخلوط تعلیم کو عموما پسند نہیں کیا جاتا۔

187 میں جب فرانس میں لازمی تعلیم کی گئی تو یہ قاعدہ بنایا گیا کہ جہاں500 کی آبادی ہو گی وہاں لڑکیوں کا علیحدہ سکول قائم کیا جائے اور 13 سال کے بعد لڑکوں کے ساتھ نہ پڑھایا جائے یہ ایک مستقل اصول تھا کہ علیحدگی کو عمل میں لایا جائے۔

کسی بھی شرط کے پورا نہ ہونے پر علیحدہ سکول کھولنا ہو گا۔

"بیسویں صدی میں تعلیم کا ارتقاء" میں لکھتا ہے کہ "یہ سب حقائق اس بات کی روشن دلیل ہے کہ سنجیدہ، شریف اور سمجھ دار طبقے نے کبھی بھی مخلوط تعلیم کو پسند نہیں کیا۔ شرفاء اور مذہبی اقدار کے حامل لوگوں نے شروع شروع میں سخت ناپسند کیا۔ یہاں1930 کی دہائی میں 1931 سکولوں میں سے صرف1349 سکول ہی مخلوط تھے۔[22]

یونان کی ریاست سپارٹا میں عورتوں اور مردوں کو مخلوط نہیں کیا جاتا تھا۔ عورتوں کے لئے ورزش کے میدان الگ ہوتے تھے اور تعلیم نسواں کے متعلق ان کا خیال تھا کہ ان کو ایسی تعلیم دی جائے جس سے وہ اچھی عورتیں بن سکے ،عورتوں کے لئے وہ امور خانہ داری کی تعلیم کے حامی تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں عورتوں کو صرف گھر کی چار دیواری میں ہی رہنا چاہئیے۔ یہی نظریہ اٹھارویں صدی عیسویں میں روسو نے پیش کیا اور کہا" عورت ہمیشہ عورت ہے اسے تعلیم صرف ماں اور بیوی بننے کے لیے دینی چاہیے عورت کی تمام تعلیم مرد کے لئے ہونی چاہیے۔ یورپ ممالک مخلوط تعلیم کے خلافت تھے ڈنمارک میں اٹھارویں صدی کے دوران اسی اصول کو تسلیم کیا گیا کہ اس کے تمام سکولوں میں جو پرائمری اور ثانوی درجے کے ہیں ان میں مخلوط تعلیم ہونی چاہیے۔1892ء میں ناروے میں قانون کے ذریعے منوائی گئ اور سویڈن میں اس کی بنیاد20 صدی کے آخر میں پڑی۔ جبکہ فرانس میں 1876ء میں اسے قانونی جواز دیا گیا۔[23]

فرانس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے اکھٹے یا علیحدہ سکول کھولنے کا فیصلہ مقامی اداروں کو دیا جاتا ہے کہ ان کو اختیار ہے ۔اسی طرح سپین میں پرائیوٹ سکول اکثر جنس کی تمیز کرتے ہیں، چناچہ مرد اور عورت سرکاری اداروں میں اکھٹے کام کرتے ہیں اس طرح مخلوط تعلیم سوئٹزرلینڈ میں عام ہے اگرچہ اوپر لی کلاسوں میں لڑکے اور لڑکیاں علیحدہ پڑھتے ہیں ۔20 صدی کے آخر میں اٹلی میں مخلوط تعلیم عام تھی لیکن یہ ملک کے بعض حصوں تک ہی محدود رہی ۔یہی صورت حال جرمنی میں پرائمری سکولوں کی ہے وہاں مخلوط تعلیم ہے مگر ثانوی کلاسز میں مخلوط تعلیم مقبول نہیں تھی۔19 صدی کے آخر میں جرمنی میں لڑکیوں کے لئے کسی ایسے سکول میں ثانوی تعلیم حاصل کرنا ناممکن تھا جو غیر مخلوط ہو۔32[24]

جنوبی امریکہ میں اس کے عموم کی وجہ یہ تھی کہ فرصت کے باعث عوام اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں بھیجنے پر مجبور تھے اور یہ سکول مخلوط تھے، جبکہ صاحب حیثیت لوگ مخلوط اداروں میں ہرگز داخلہ نہیں لیتے تھے۔ وہ دور مغربی تہذیب کا جدید دور تھا جب پہلی مرتبہ مخلوط تعلیم کو ملک کے نظام تعلیم کے لئے ایک لازمی و مستقل جزو کی حیثیت حاصل ہوئی، تاریخی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یونانی ترقی یافتہ اور آزادی نسواں کے قائل بھی تھے لیکن تعلیم میں اختلاط کا تصور ان کے یہاں بھی نہیں ملتا، زیادہ سے زیادہ جو بات سامنے آئی ہے وہ جسمانی اکھاڑوں میں مرد و خواتین کی بیک وقت شرکت ہے۔ مرد وزن کی تقسیم کار یونان اور روم کی تہذیبوں اور مغرب میں 18 صدی کے آواخر تک رہی۔ مختلف میدانوں اور شعبوں میں رہنمائی کرنا مردوں کا کام تھا جبکہ طفلان کی دیکھ بھال اور گھر داری عورتوں کا کام تھا[25]۔

گھر بنانا اور گھریلوں اخراجات پورے کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ معاشی طور پر مشقت، کاروبار اور تجارت سب مرد کے ذمے ہیں۔

ارشاد باری تعالی:

من استطاع منكم الباة فليتزوج[26]

شیطان کے پیروکاروں نے دو نعرے بلند کیے، ایک آزادی نسواں اور دوسرا مردوں کی برابری

350ء ہجری میں کفریہ دونوں نعرے لگا کر پوری قوت کے ساتھ میدان میں آیا اور اس کے ذریعے اسلام کے نظام عدل پر ضرب لگائی۔ اس سے پہلے خواتین گھروں میں ٹھہرتی اور اپنے حقوق و فرائض انجام دیتی تھی۔ آزادی کے نام پر ورغلا کر اسے پارکوں، بازاروں، سیر گاہوں اور مخلوط تعلیم والے اداروں میں پہنچا دیا۔ اس کے برعکس اسلام عورت کو معاشی صنعت و مشقت سے بری کر کے عصمت، حیاء اور عزت کے تحفظ کے پیش نظر گھر میں رہنے کا حکم دیا۔[27]

تعلیمی نظام اور اختلاط مردوزن کے رجحانات: برصغیر کے تناظرات

تعلیم کا شعبہ ایسا شعبہ ہے جس کی مشکلات کبھی کم نہیں ہوئی، کسی بھی دور میں۔ قیام پاکستان سے اب تک ہمارا تعلیمی نظام مشکلات کا ہی سامنا کر رہا ہے، مثالیت پسندی سے اس معاملے پر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ حکمرانوں نے نظام تعلیم کو کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا ہے۔[28]

برصغیر میں اسلام کی آمد کے ساتھ ہی صوفیاء کرام اور اسلام کے مبلغین نے اسلامی تعلیمات کو فروغ دیناشروع کر دیا، اگرچہ شروع میں باقاعدہ کوئی منظم تعلیمی نظام نہیں تھا مگر اسلامی فتوحات کے ساتھ ساتھ اس کا دائرہ وسیع تر ہوتا گیا۔ اور جوں اسلامی حکومت کا عملی طور پر قیام ہوا اور نظام تعلیم پر بھرپور توجہ دی گئی۔ ابتداء میں تعلیمی نظام دو طرح کا تھا۔

1: مساجد میں حفظ اور ناظرہ پڑھانے کا طریقہ رائج تھا جو آج تک ایسے ہی جاری اور ساری ہے۔

2: دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا اور یہ بھی عصر حاضر تک احسن طریقے سے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

ایک اور نظام تعلیم بعد میں متعارف ہوا جسے دنیوی تعلیمی نظام کے طور پر جانا جاتا ہے[29]

ہمارے ملک میں جو نظام تعلیم رائج ہے وہ پانچ طرح کا ہے۔

1: اے لیول، او لیول 2: آغا خان بورڈ 3: انگریزی میڈیم سکول 4: اردو میڈیم 5: دینی مدارس

ان پانچوں تقسیمات کو اگر ہم مختصر کرنا چاہے تو یہ دو اقسام بن جائیں گے:

1: دینی نظام تعلیم

2: عصری نظام تعلیم[30]

جب برصغیر پر انگریزوں نے اپنا تسلط قائم کیا تو انہوں نے اسلامی نظام تعلیم کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کیا۔ جدید سائنسی علوم کی جگہ زرعی معشیت میں جاگیرداری کا فرسودہ نظام متعارف کروایا گیا۔ برصغیر پر قبضے کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کے تعلیمی ادارے بند کر دیئے اور اوقاف پر پابندی عائد کر دی۔ علماء کرام جو اس نظام تعلیم کو چلا رہے تھے، ان کو ملازمتوں سے ہٹا دیا گیا اور خود انگریز ان بڑے بڑے مناصب پر فائز ہو گئے۔[31]

تعلیمی نظام اور اختلاط مردوزن کے رجحانات: چین کے تناظرات

چین کا نظام تعلیم ہمیشہ ہی ترقی یافتہ رہا ہے۔ لیکن مخلوط تعلیم کا کوئی سراغ چین کے کسی گزشتہ ادوار میں نہیں ملتا ہے۔ 14ویں صدی کے آغاز سے 18ویں صدی کے اوائل تک اس کا کوئی مستقل وجود نہیں تھا، مستقل نظام تعلیم کی حیثیت سے اس کا آغاز 18ویں صدی کے اواخر میں ہوا۔[32]

تعلیمی نظام اور اختلاط مردوزن کے رجحانات: انگلستان کے تناظرات

مغربی تہذیب کے زیر اثر اس کے نظریات کو مشرقی ممالک میں فروغ حاصل ہوا اور کشمکش کا ایک دور مسلمان معاشروں میں شروع ہوا۔ مسلمانوں کی اقدار ان نظریات کو کسی طور گوارا نہیں کر سکتی تھی مگر ایک محدود طبقے نے

نہ صرف اس تہذیب کو اپنایا بلکہ امامت بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں دیدی۔ مخلوط تعلیم کو اخلاقی وہر لحاظ سے تباہی کن ہونے کے باوجود بھی اس کو فروغ محض سرپرستی کی بناپر حاصل ہورہاہے۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ چڑھتے ہوئے سورج کا پجاری ہوتاہے۔ بیسویں صدی میں انگریز صفحہ تاریخ پر برتر اور فاتح قوم کی حیثیت سے نمودار ہوا اس نے مسلم ممالک پر جبراقبضہ کرلیاتو مسلمانوں کے نظام تعلیم کو بھی یکسر بدل کرر کھ دیا۔ اس نظام تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان گھروں کے بچے اسے پڑھ کرنہ ہی مسلمان رہے اور نہ ہی کچھ اور۔ اپنا من پسند نظام نافذ کیاتو عورتوں کو یہ کہہ کر گھروں سے نکالا کہ "تعلیم حاصل کرنے کا حق اسے بھی حاصل ہے۔[33]

آخر وہ کونسا حق ہے جو مغرب عورت کو دلانے کا خواہشمند ہے ؟۔

خلاصہ بحث:

تحقیق سے معلوم ہوتاہے کہ اوائل عمری سے لیکر چار، پانچ سال کے بچوں کو آپ ایک کاغذ کا ٹکڑا اور رنگ دے دیں اور انکو کچھ بھی ڈرا کرنے کے لئے کہیں۔ اکثر لڑکے کسی متحرک چیز کی ڈرائنگ بناتے ہیں۔ مثلاً کسی گاڑی کا ٹکرا جانا، کسی جانور کا دوسرے کو کھاجانا، متحرک گیند وغیرہ۔ جبکہ اس کے برخلاف لڑکیاں کسی ساکن چیز کو ڈرا کرتی ہیں۔ جیسے پالتو جانور، کوئی چہرہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ انکا مخصوص رنگوں کے انتخاب بھی ایک پیٹرن لئے ہوئے ہوتاہے۔ یہ سروے نہ صرف امریکہ میں ہوچکے ہیں بلکہ برطانیہ، افریقہ، جاپان اور تھائی لینڈ میں بھی ہوچکے ہیں اور ان کا نتیجہ اسی پیٹرن پر مبنی ہے۔ ان سروے کی سائنسی وجہ لڑکوں اور لڑکیوں کی آنکھ کی ریٹینا کی ساخت میں فرق کا ہے۔

لڑکوں کے ریٹینا میں ایم گینگلیون خلیات لڑکیوں کے مقابلے مین زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں جن کا بنیادی کام حرکت کو نوٹ کرنا ہوتاہے، جبکہ لڑکیوں کی انکھ کے ریٹینا میں پی - سیلز کی زیادہ تعداد موجود ہوتی ہے جس کا بنیادی فعل رنگوں کی تفریق اور شناخت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر تین سے چھ مہینے کے بچے کے سامنے رنگوں یا حرکت کرتی اشیاء کے مابین بچے کے رد عمل کو نوٹ کیا جائے تو وہ بھی ہمیں مختلف نظر آتاہے۔ یعنی لڑکے حرکت کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں جبکہ لڑکیاں حرکت کے مقابلے میں ساکن اشیاء یا رنگوں کی جانب۔ میں بنیادی طور پر مخلوط نظام تعلیم کو ایک سیاسی اتفاق رائے سمجھتی ہوں جسے ہم نے مغرب سے جیساہے جہاں ہے کی بنیاد پر امپورٹ کیا۔ کو ایجوکیشن Co-education کو اپنانے کے پیچھے پاکستانی تناظر میں مجھے تو کوئی ایسی بڑی وجہ نظر نہیں آتی سوائے اس حقیقت کے کہ ہمارے پاس وسائل بہت کم ہیں اور ہم سنگل جینڈر طریقہ تعلیم کو فلحال افورڈ نہیں کرسکتے،

دوسری وجہ یہ ہے کہ مغرب سے درآمد شدہ طریقہ اب باقاعدہ ایک بھیڑ چال میں ڈھل چکا ہے اسلئے ہم نے اسے پوری طرح اپنالیا ہے۔ نیشنل انسٹیٹیوٹ اف مینٹل ہیلتھ میریلینڈ میں دماغی بڑھوتری پر ایک ریسرچ شائع کی گئی جس کا آغاز 1990 میں شروع کیا گیا تھا۔ بچوں کے دماغ کی بڑھوتری کو ایم آر آئی اسکینز سے جانچا جاتا رہا۔ مخصوص بچوں کو سال ڈیڑھ سال کے بعد دوبارہ اس پورے عمل سے گزار کر انکے دماغ میں ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھا جاتا رہا۔ ایک حیرت انگیز بات یہ نوٹ کی گئی تھی کہ لڑکیوں کا دماغ بہت جلدی میچیور یا بالغ ہو جاتا ہے جبکہ لڑکوں کا دماغ میچور ہونے میں بہت دیر لگاتا ہے۔ (دماغ پر اس زاویئے سے تحقیق کی یہ پہلی منظم کوشش ہے) اب آپ خود سوچیں کہ ایک کلاس روم ہی ہوموجینس نہیں ہے اور اس میں حقیقتاً مختلف دماغی بالیدگی کے حامل افراد موجود ہوں تو انکی اکیڈیمک پرفارمنس ایک جیسی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کا فطری نتیجہ لڑکوں کی بددلی پر منتج ہوتا ہے۔

انگریزوں نے اپنی فرمانبرداری کو مستحکم کرنے کے لیے برصغیر پاک وہند میں وہ نظام تعلیم نافذ کیا جو ہر لحاظ سے ان کی اپنی تہذیب کا عکس تھا اور مخلوط تعلیم اسی کا ایک جزو ہے۔ مسلم طبقات میں خواتین کو باقاعدہ تعلیم کے لیے بھیجنے کا رواج نہیں تھا بلکہ تعلیم وتربیت کا سامان گھروں، محلوں اور اس طرح کے دیگر طریقوں سے فراہم کیا جاتا۔ اس دور میں تو مخلوط تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا مگر آہستہ آہستہ مغربی تہذیب وثقافت کی بدولت عورتوں کو مردوں کے مساوی درجہ دینے، اس دوڑ میں شریک ہونے اور مغربی تہذیب کی زندگی کے ہر دائرے میں ترویج کی بدولت مسلمانوں کے ذہن بھی اس کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں پوری شان وشوکت سے مخلوط تعلیم ہو رہی ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میدان میں ترقی ہی ہو رہی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1]: انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ای-بی لمیٹڈ لندن 1950، ج ٦/ ص ٤٠٩.

1. Ansā'iklopediyā Bṛṭānikā, E-Bī Līmiṭeḍ London 1950, j 6/s 409.

[2]: انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ای-بی لمیٹڈ لندن 1950، ج 1، ص ٤٤٨.

2. Ansā'iklopediyā Bṛṭānikā, E-Bī Līmiṭeḍ London 1950, j 1, s 448.

[3]عذرا مقبول، مخلوط تعلیم ایک تنقیدی جائزہ، مجلہ 9، جنوری 1989ء.

3. ʿAzrā Maqbūl, Makhloṭ Taʿlīm Ek Tnaqīdī Jā'izah, Majallah 9, Janwarī 1989.

[4]احمد انس، مخلوط تعلیم، ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور، ص 15.

4. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur, s 15.

[5]: محمد دین جوہر ہندوستانی تعلیم پرمنٹ، (کتاب محل، دربار مارکیٹ، 2017ء)

5. Muḥammad Dīn Johr, Hindūstānī Taʿlīm Par Manṭ, (Kitāb Maḥal, Darbār Mārkīṭ, 2017).

[6] ام عبد منیب، مخلوط تعلیم،(مشربہ علم وحکمت اعوان ٹاؤن لاہور، شوال1429ھ)ص45-50

6. Umm ʿAbd Munīb, Makhloṭ Taʿlīm, (Mashrabah ʿIlm o Ḥikmat ʿAwan Ṭāūn Lāhaur, Shawwāl 1429H) s 45-50..

[7] پروفیسر سید محمد سلیم، مغربی فلسفہ تعلیم کا تنقیدی مطالعہ، ص115-117

7. Profesar Sayyid Muḥammad Salīm, Maghṛbī Falsafah Taʿlīm kā Tnaqīdī Muṭālaʿah, s 115-117.

[8] ڈاکٹر محمد امین، ائمہ کو درپیش تحدیات "تعلیم کی اسلامی تشکیل نو ناگزیر ہے"، التبیین، ج3، شمارہ1، (جنوری تا جون2019ء).

8. Dr. Muḥammad Amīn, Aʾimmah ko Darpaish Taḥdiyāt "Taʿlīm kī Islāmī Tashkīl e Naw Nā Guzīr hai", al-Tabyīn, j 3, shumārah 1, (Janwarī tā Jūn 2019)

[9] :احمد انس، مخلوط تعلیم، ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور، ص14

9. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur, s 14.

[10] ڈاکٹر فضل محمد خان، "ثانوی مدارس کا نظم و نسق"، ماہنامہ وفاق المدارس ملتان، شمارہ8/12، جون2015ء۔

10. Dr. Faḍl Muḥammad Khān, "Sānwī Madāris kā Niẓm o Nasaq", Māhnāmah Wifāq al-Madāris Multān, shumārah 8/12, Jūn 2015.

[11] :عذرا بتول، "مخلوط تعلیم ایک تنقیدی جائزہ-چند اہم سوالات" مجلہ تنظیم خصوصی اشاعت، 4جون82ء، ص10.

11. ʿAzrā Batūl, Makhloṭ Taʿlīm Ek Tnaqīdī Jā'izah-Chand Aham Sawālāt, Majallah Tanẓīm Khāṣūṣī Ishāʿat, 4 Jūn 82, s 10.

[12] حافظ عاشق محمد خان، "عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ اور مفکرین کی آراء"، شعبہ اسلامک سٹڈیز منہاج القرآن لاہور، 2013-17، ص65.

12. Ḥāfiẓ ʿĀshiq Muḥammad Khān, "ʿAurton kī Taʿlīm kā Masʾalah aur Mufakkirīn kī Ārā'", Shuʿbah Islāmik Sṭaḍīz Minhāj al-Qurʾān Lāhaur, 2013-17, s 65.

[13] احمد انس، مخلوط تعلیم، ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور، ص22

13. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur, s 22.

[14] **شکاگو16** Saeed،Sarfraz Hussain،Shagufta Naveed۔ "حقوق نسواں کا عالمی معاہدہ "CEDAW" اور شریعت اسلامیہ: تقابلی مطالعہ۔" **ایقان** 1, شمارہ۔ 1(2018)۔

14. Chicago 16 Saeed, Sarfraz Hussain, Shagufta Naveed. "Ḥuqūq Niswān kā ʿĀlamī Muʿāhidah "CEDAW" aur Sharīʿat Islāmiyah: Taqābulī Muṭālaʿah." Īqān 1, shumārah. 1 (2018)

[15][#article1 www.un.org/womenwatch/daw/cedaw/text/econvention],

(accessed July15, 2018)

[16] :پاکستان میں مخلوط تعلیم کا رجحان، از ام کلثوم، مطبوعہ پکار (اپریل2003ء)۔

16. Pākistān mein Makhloṭ Taʿlīm kā Rujhān, az Umm Kulthūm, Maṭbūʿah Pukār (Aprail 2003).

[17] ایقان جلد 1, شمارہ 1، دسمبر 2018ء (حقوق نسواں کا عالمی ایجنڈا "CEDAW" اور شریعت اسلامی: تقابلی مطالعہ) از سرفراز حسین سعید، شگفتہ نوید۔ ص 144

17. Īqān jild 1, shumārah 1, Disambar 2018 (Ḥuqūq Niswān kā ʿĀlamī Ajenda "CEDAW" aur Sharīʿat Islāmī: Taqābulī Muṭālaʿah) az Sarfraz Hussain Saeed, Shagufta Naveed, s 144.

[18] النسآء 27:4

18. al-Nisā' 27:4.

[19] ابو سعد احسان الحق شہباز، اسلام عورت اور یورپ، (دارالاندلس چوبرجی لاہور، جنوری 2004ء)، ص 31

19. Abū Saʿd Iḥsān al-Ḥaqq Shahbāz, Islām ʿAurat aur Yorup, (Dār al-Andalus Chūbarjī Lāhaur, Janwarī 2004), s 31

[20]: احمد انس، مخلوط تعلیم، (ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور), ص 19-22

20. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, (Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur), s 19-22..

[21] نسیم اختر ملک، "اسلامی تناظر میں مخلوط تعلیم ایک تحقیقی مطالعہ"، س.ن، 41

21. Nasīm Akhtar Malik, "Islāmī Tanaẓur mein Makhloṭ Taʿlīm Ek Taḥqīqī Muṭālaʿah", s.n, 41.

[22] احمد انس، مخلوط تعلیم، (ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور), ص 21-22

22. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, (Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur), s 21-22.

[23] محمد عرفان یونس سراجی، مخلوط تعلیمی نظام اور اسلامی نظریہ، 2 دسمبر 2013ء۔

23. Muḥammad ʿIrfān Yūnus Sirājī, Makhloṭ Taʿlīmī Niẓām aur Islāmī Naẓariyah, 2 Disambar 2013.

[24] Yust urapter,Encyclopedia Britanica:929 volume 5,1960

[25] احمد انس، مخلوط تعلیم، ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور، ص 18-23

25. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur, s 18-23

[27] ابو سعد احسان الحق شہباز، اسلام عورت اور یورپ، (دارالاندلس چوبرجی لاہور، جنوری 2004ء)، ص 38-99

26. Abū Saʿd Iḥsān al-Ḥaqq Shahbāz, Islām ʿAurat aur Yorup, (Dār al-Andalus Chūbarjī Lāhaur, Janwarī 2004), s 38-99.

[28] (ماہنامہ وفاق المدارس، ش: 8/12، ص 34، وفاق المدارس ملتان، جون 2014ء)

27. (Māhnāmah Wifāq al-Madāris, sh: 8/12, s 34, Wifāq al-Madāris Multān, Jūn 2014).

[29] (دینی مدارس میں تعلیم، سلیم منصور خالد، ط۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد پاکستان، طبع سوم: 2005ء)

28. (Dīnī Madāris mein Taʿlīm, Salīm Manṣūr Khālid, Ṭ. Ansiṭī Ṭyūṭ āf Pālisī Sṭaḍīz, Islāmābād Pākistān, Ṭabʿ Sūm: 2005).

[30]ڈاکٹر عطاالرحمن (نوجوانوں میں تعلیم وتربیت کے فقدان کا تدارک اور سدباب سیرت مبارکہ کی روشنی میں) راحت القلوب ، جلد2، شمارہ 1۔یونیورسٹی آف مالاکنڈ، جنوری تا جون 2018ء)

29. (Dr. ʿAṭā ur-Raḥmān (Naujawānūn mein Taʿlīm o Tarbīyat ke Fuqdān kā Tadāruk aur Sadbāb Sīrat Mubārakah kī Rōshnī mein) Rāḥat al-Qulūb, jild 2, shumārah 1. Yūnīvarsīṭī āf Māla Kaṇḍ, Janwarī tā Jūn 2018)

[31]ڈاکٹر سعید الرحمن، مدرسہ کا نظام تعلیم: پس منظر، بہاوالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، طبع اول 2016ء، ص 23)

30. (Dr. Saʿīd ur-Raḥmān, Madrasah kā Niẓām Taʿlīm: Pas Manẓar, Bahāʾūd Dīn Zakriyā Yūnīvarsīṭī Multān, Ṭabʿ Awwal 2016, s 23).

[32]احمد انس، مخلوط تعلیم، (ادارہ مطبوعات طلبہ لاہور)، ص 18

31. Aḥmad Ans, Makhloṭ Taʿlīm, (Idārah Maṭbūʿāt Ṭalabah Lāhaur), s 18.

[33]ام عبد منیب، مخلوط تعلیم، (مشربہ علم وحکمت اعوان ٹاؤن لاہور، 1429ھ)، ص 33

32. Umm ʿAbd Munīb, Makhloṭ Taʿlīm, (Mashrabah ʿIlm o Ḥikmat ʿAwan Ṭāūn Lāhaur, 1429H), s 33.